نوائے بریشم انٹرنیشنل

اکتوبر 2016ء شمارہ نمبر 5 جلد نمبر 1

Esaal-e-Thawab Shaykh Abdul Qadir Jilani (R.A)

Esaal-e-Thawab Raja Manga Khan

Special Thanks

ChaudhryMAzam

HafizBarkatHussain

HafizMuhammadAshraf

Mr.&Mrs.M.Saleem

Mr.&Mrs.M.Zafar

HafizMuhmmadBilal

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم ، رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

جلد: 1 شمارہ: 5

نوائے بریشم انٹرنیشنل

اکتوبر 2016ء

زیر عنایت خواجہ محمد صادق

زیر سرپرستی قبلہ مفتی محمد امین

چیف ایڈیٹر: حافظ محمد شاہد افضل

ایڈیٹر: محمد عابد نعمان شامی

سینئر ایڈیٹر: ذوالفقار علی والئی

ایگزیکٹو ایڈیٹر: حافظ محمد اختر ریڈنگ

ایڈیٹر: راحت نعمان

نمائندگان

سید افتخار شاہ (ہالینڈ) — سلیم چشتی (پاکستان)

یاسمین خان (انگلینڈ) — حکیم محمد مقبول (پنجاب)

ڈاکٹر عاطف رضوان (امریکہ) — مفتی محمد عاصم صدیقی (سندھ)

شہباز شبیر (کینیڈا) — علامہ سجاد شامی (خیبر پختونخواہ)

صاعقہ خان (فرانس) — عبداللہ زئی (بلوچستان)

عبدالرزاق سیفی (متحدہ عرب امارات)

زرِ سالانہ: برطانیہ 1 پونڈ، امریکہ 40 ڈالر، آسٹریلیا 50 ڈالر، ناروے 200 کرون، سعودی عرب 100 ریال، قطر 100 ریال

قیمت فی شمارہ: متحدہ عرب امارات 100 درہم، بھارت، بنگلہ دیش 1000 روپے، بحرین کویت 10 دینار، پاکستان 500 روپے

قانونی مشیر: ایڈووکیٹ رانا محمد زبیر شجاع

زرتعاون: فی شمارہ 40 روپے علاوہ ڈاک خرچ

مجلہ میں شائع شدہ نفسِ مضمون کی ذمہ داری مضمون نویس پر ہوگی

پبلیشر محمد شاہد افضل نے پرنٹر محمد احمد علی ثمین، مطبع ثمین انٹرنیشنل پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر جامع مسجد الصدیق لیاقت ٹاؤن، بلاک A فیصل آباد سے شائع کیا

رابطہ آفس P-234 بڑی اناسی مین بازار، فیصل آباد

041-2635509

فہرست

نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذرہ کرے خورشید کی مدحت تو عجب کیا
پائیں مرے لب نعت کی رفعت تو عجب کیا
یہ چاند، یہ سورج، یہ ستارے، یہ افلاک
کرتے ہوں طواف در رحمت تو عجب کیا

جب قبر میں پرسش کے لیے آئیں نکیرین
مل جائے بس اک نعت کی مہلت تو عجب کیا
جس دم وہ غلاموں کو پکاریں سر محشر
مجھ پر بھی پڑے چشم عنایت تو عجب کیا

ویسے تو کہاں قابل بخشش مرے اعمال
لیکن وہ کریں میری شفاعت تو عجب کیا
ٹھہرے وہ بس اک اشک ندامت کے برابر
ہو خلد کی بس اتنی سی قیمت تو عجب کیا

جو ڈھانپ لے سب اپنے غلاموں کی خطائیں
مل جائے وہ اک چادر رحمت تو عجب کیا

(عقیل عباس جعفری)

امام حسین منقبت

کیسے کروں بیان میں رتبہ حسین کا
ناناﷺ کے دیں کے واسطے صدقہ حسین کا
غلبہ ہے آج پھر سے غاصب یزید کا
مقصود پھر ہے آج وہ جذبہ حسین کا

ظالم کے ظلم و جبر پہ تڑپی تھی سرزمیں
رویا تھا کتنے درد سے کوچہ حسین کا
بچے بھی کٹ کے ہو گئے اس راہ پر شہید
تھا کس قدر دلیر وہ کنبہ حسین کا

جاتا ہے لے کے جانب منزل یہ نقش پا
کتنا حسیں ہے دیکھیے رستہ حسین کا
طاغوتی حکمرانی مٹانے کے واسطے
لانا پڑے گا پھر وہی لہجہ حسین کا

ہو کے شہید کر گئے دیں کو وہ جاوداں
رشتہ تھا کتنا دین سے پختہ حسین کا
قربانیوں کا درس ہے اس میں چھپا ہوا
کیجیے بیان ہر کہیں قصہ حسین کا

عاکف غنی

چشمہ قرآن

تعلیم وتربیت کے معیار دو ہی مقاصد کے لئے ہوتے ہیں۔ یا تو وہ لوگوں کو رہ مستقیم کی ہدایت کرتے اور ان کی یقینی منزل کی نشاندہی کرتے ہیں یا پھر ان کو اتنے ذہنی آلات اور صلاحیتیں مہیا کر دیتے ہیں کہ وہ از خود مناسب ترین نتائج پر پہنچ سکے۔

استاد اول تو اللہ ہی تھا کہ اس نے بے سرو سامان اور مجبور محض انسان کو زمین پر امانت عقل سے نوازا، استعمال عقل کا شعور بخشا، تجربات اور مشاہدات کی نگرانی بخشی، ماضی، حال اور مستقبل کے تجربات اخذ کرنے کی صلاحیت بخشی اور کاروان حیات کو آگے بڑھنے کا موقع دیا۔

ایسی تو کوئی بھی قوت نظر نہیں آتی جو واضح طور پر ابتدائی انسان کے احساس علم کو فروغ دیتی نظر آئے۔

تجربات تو جانور کو بھی نصیب ہوئے ہیں مگر کیا وہ پھر اسے جبلی ذہانت کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے استعمال کر سکتا ہے کہ کوئی جانور قرن ہا قرن کے انسانی استحصال کا توڑ دریافت کرنے کے قابل ہو سکا۔ کیا کوئی جانور اس قابل ہوا کہ انسان کا بوجھ اپنے سروں سے اتار کر ایک محفوظ تر دنیا تخلیق کر سکے قطعاً نہیں۔ مگر انسان اس کے برعکس ایک غیر معمولی صفت برتری کی وجہ سے واضح سیادت حاصل کر گیا اور اس کے اس اقتدار کو دنیا کی کسی اور مخلوق نے چیلنج نہیں کیا۔

عجب بات ہے کہ خدائے بزرگ و برتر عقل کی اس نعمت کو قرآن میں امانت کہتا ہے۔ وہ اسے صلاحیت نہیں کہتا۔ اور یہ بھی نہیں کہ یہ ہمیشہ سے انسانی ملکیت رہی ہو اور نعمت جو دی گئی اور جو واپس لے لی جائے گی۔ اس کا دنیا پر کوئی مصرف تو ہوگا۔ امانت عقل کا ذاتی انسانی ملکیت نہ ہونا واضح ہے۔ علوم عمرانیات کی روشنی میں ابتداء کے انسان اور پرائی میٹ (Primates) سے پہلے کی انسانی جبلی تاریخ جانور اور انسان میں کوئی فرق نہیں کرتی۔ دہر میں بہت طویل عرصہ حضرت انسان ایسے رہے کہ کوئی قابل ذکر شے نہ تھے۔

باقی مخلوقات کے ساتھ یہ بھی ایسی واحد خلیاتی مخلوق تھے۔ پھر بقول قرآن اللہ نے اسے دہرا خلیاتی وجود بخشا۔ منفی اور مثبت، داخلی اور خارجی، مرد اور عورت اور یہ ثنویت باقی مخلوقات کو بھی بخشا۔ منفی اور مثبت، داخلی اور خارجی، مرد اور عورت اور یہ ثنویت باقی مخلوقات کو بھی بخشی۔ جیسے پودوں کو پسٹل اور سٹیمن۔ تخلیق زندگی کا یہ طریقہ آگے بڑھتا ہوا جامد اور متحرک حیات کے تصور سے بدل گیا۔ واحدیت سے ثنویت پھر جمود و تحرک کی ثنویت۔ اس سے آگے بڑھتے ہوئے تخلیق میں ہمیں سکوت اور سماعت کی ثنویت نظر آتی اسے کوئی تخصیص حاصل نہ تھی کہ اس سے جواب طلبی ہو یا کسی امانت کا شعور ہو۔

جاری ہے

چشمہ حدیث

دعا گو: بیگم محمد سلیم

نشست مبارک

حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آنحضرت ﷺ کو مسجد میں بغلوں میں ہاتھ دبائے دوزانو بیٹھے دیکھا (آپ فرماتی ہیں) نبی پاک ﷺ کو اس قدر عاجزی سے بیٹھا دیکھ کر میں ہیبت اور خوف سے کانپ اٹھی۔

حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو مسجد میں پاؤں پر پاؤں رکھ کہ چت لیٹے ہوئے دیکھا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں (حضرت ابوسعید خدری) نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھتے تو دونوں ہاتھوں سے گھٹنے باندھ لیتے۔

تکیہ مبارکہ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو تکیہ پر اپنی بائیں جانب سہارا لیے ہوئے دیکھا۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمھیں کبیرہ گناہوں میں سے بھی کبیرہ گناہ نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ فرمایئے! آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا راوی کہتے ہیں۔ حضور ﷺ تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اور جھوٹی گواہی بھی۔ یا فرمایا جھوٹی بات راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہی کلمہ فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم کہہ اٹھے کاش آپ خاموش ہو جائیں

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تکیہ لگا کر (کھانا) نہیں کھاتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں تکیہ لگا کر (کھانا) نہیں کھاتا۔

تکیہ مبارک لگانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مرض کی حالت میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پر ٹیک لگائے گھر سے باہر تشریف لائے اس وقت آپ نے یمنی منقش چادر دونوں کندھوں پر ڈالی ہوئی تھی۔ پھر آپ نے نماز پڑھائی۔



آب کوثر

فقیہ عصر مفتی قبلہ محمد امین صاحب

(1)

حدیث مبارک

حضرت مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کچھ نوری فرشتے وہ ہیں جو صرف جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن زمین پر اترتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم چندی کی دواتیں اور نور کے کاغذ ہوتے ہیں وہ صرف نبی اکرم ﷺ پر درود پاک پڑھنے والوں کا درود پاک لکھتے ہیں۔

صلی اللہ تعالیٰ علی النبی الامی الکریم الامین و علیٰ اله واصحابه اجمعین

(2)

حدیث مبارک

تمہارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ کا ہے۔ اسی دن میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی دن میں ان کا وصال ہوا۔ اسی دن قیامت ہوگی اسی دن مخلوق پر بے ہوشی وارد ہوگی۔

لہٰذا تم اس دن میں مجھ پر درود پاک کی کثرت کرو کیونکہ تمہارا درود پاک میرے دربار میں پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیسے حضور کے دربار میں درود پاک پیش ہوگا، حالانکہ انسان قبر میں جا کر بوسیدہ ہو جاتا ہے تو سرور انبیاء محبوب کبریا صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے اجسام مبارکہ کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے (یعنی انبیاء کے جسم پاک صحیح وسلامت رہتے ہیں) لہٰذا تمہارا درود پاک میرے وصال کے بعد بھی میرے دربار میں اسی طرح پیش کیا جائے گا۔

صلی اللہ تعالیٰ علی النبی الامی الکریم الامین و علیٰ اله واصحابه اجمعین

(3)

حدیث مبارک

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے جمعہ کے دن نماز عصر پڑھ کر اسی جگہ بیٹھے ہوئے اسی بار یہ درود پاک پڑھا

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد النبی الامی و علیٰ اله وسلم تسلیما

تو اس کے اسی سال کے گناہ بخش دیے جائیں گے اور اس کے نامہ اعمال میں اسی سال کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

اللھم صل علیٰ حبیبک و رسولک و نبیک النور المکنون والسر المخزون و علیٰ اله واصحابه اجمعین

فضل الصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل الخلق و سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ واله وسلم

حلقہ یاراں

اقوام متحدہ میں تقریر کرتے ہوئے پاکستانی وزیراعظم کا برہان وانی کو glorify کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔

دنیا اور بھارت کو یقین تو تھا کہ پاکستان، کشمیر کا مسئلہ بہت زور و شور سے اُٹھائے گا مگر کسی کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ پاکستان ایک "مجاہد" کا ذکر دنیا کے سب سے فورم پر کریگا۔

جاری اقوام متحدہ کے اجلاس میں بھارت کی پوری تیاری یہ تھی کہ پاکستان کو دہشتگردوں کی پشت پناہی کے طور پر پیش کرے۔

اب جبکہ پاکستان نے کھل کر خود ہی تسلیم کرلیا ہے کہ وہ کشمیر میں آزادی پسندوں کیلئے ہمدردی رکھتا ہے تو بھارتی پالیسی ساز سر پکڑ کے بیٹھ گئے ہیں کہ اب کیا پالیسی اختیار کی جائے۔

پاکستان نے یہ پیغام بالواسطہ طور پر امریکیوں کو بھی دیا ہے کہ دنیا میں جہاں بھی آزادی کیلئے مسلح جدوجہد کی جارہی ہے وہ جائز بھی ہے اور اسکی ہمنوائی اور پشت پناہی جرم نہیں۔

پاکستان کے اس اسٹینڈ یعنی برحان وانی، سے یہ بھی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان، عالمی اسلامی عسکریتی آزادی پسند تنظیموں کو ایک حقیقت کے طور پہ تسلیم کرنے کی راہ پہ گامزن ہے۔

کیونکہ برحانی وانی نے اپنی جدوجہد کو آزادی کشمیر سے جوڑا تھا، اور وانی کے بعد اسکے ساتھی اسی نظریے کو لیکر چل رہے ہیں یا کم از کم یہ کہا جاسکتا ہے کہ وانی کے ساتھیوں نے اسکے نظریے سے اعلان براءت نہیں کیا ہے۔ پاکستان کا عالمی اسلامی جدوجہد کو ایک حقیقت کے طور پر تسلیم کرنا حالات کا تقاضا بھی ہے اور اخلاقی فریضہ بھی۔

جس وقت یہ سطور لکھی جارہی ہیں، بھارت اپنے جنگی جنون میں باؤلا ہوا چلا جارہا ہے۔ ہم کہتے ہیں مودی جی اپنا دیش سنبھالیے، ہمارے پاس کھونے کو کچھ نہیں جنگ شروع آپ کریں، انتہا تک ہم پہنچائیں گے۔ آپکو نہیں خبر کہ خودکش ٹیکنالوجی کس بلا کا نام ہے ہم نے بھگتی ہے اب آپ ارادہ فرماتے ہیں تو سو بسم اللہ۔

کئی برس پہلے مغرب کو مذاکرات کی دعوت دیتے ہوئے اسامہ نے بھی یہی کہا تھا کہ طوفانی رات میں سمندر کی بپھری لہروں کے رحم و کرم پہ پڑے شخص کو ڈوبنے کا کیسا ڈر؟ کون سا خوف؟ تب انہوں نے نہ مانی بعد میں ہاتھ لگا لگا کر روئے۔

آپ کو بھی بتائے دے رہے ہیں ہم، بعد میں گلہ مت کیجئے گا، بخدا آپکو اندازہ نہیں کہ کیسی آگ سے کھیلنے جارہے ہیں، ہم پہ نہیں، اپنی جنتا پہ رحم کیجئے ابھی تو ایک پاکستان نہیں سنبھل رہا ایسا نہ ہو کل کو درجنوں پاکستان ہند کے اندر بنے ہوئے ہوں۔

فلموں میں گھس کر مارنا اور بات ہے، ممبئی میں گھس کے مارنا جدا فلسفہ ہے۔ اب آپکی قوم کتنی بہادر ہے ہمیں سب پتہ ہے۔

والسلام

مکتوب بنام خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

فیصل آباد سے ایک خط

خط کا خلاصہ

میرے والدین مجھے ڈاکٹر بنانا چاہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجھے دینی تعلیم حاصل کرنے کا موقع مل گیا ہے میں نے فاضل عربی اور ایم اے عربی فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہے۔

اب والدین کو شادی کی فکر لاحق ہے۔ میں کئی رشتوں کو صرف اس لئے ٹھکرا چکی ہوں کہ لڑکے دنیا دار تھے۔ اب مجھے ایک کلین شیو انتہائی ماڈرن لڑکے کے پلے باندھا جا رہا ہے۔

لیکن میں اپنے استاد محترم جنہوں نے میرے دل میں عشق مصطفی ﷺ کی شمع روشن کی اور جن سے میں دس سال سے مستفید ہو رہی ہوں یعنی محمد رضا المصطفیٰ صاحب سے شادی کی خواہش مند ہوں۔ کیونکہ دنیا کی بجائے آخرت کو سنوارنا چاہتی ہوں۔ اب صرف آپ کی ذات ہے جو مجھے اس مشکل سے نکال سکتی ہے کیونکہ میں دنیا کی بجائے آخرت کا سوال کر رہی ہوں۔

دربار عالیہ سے جواب

سلام مسنون! خط ملا۔ خواہشات کا تصادم آپ کو پریشان کیئے ہوئے ہے ایک طرف آپ کی خواہش تو دوسری طرف والدین کی خواہش جو آپ کی خواہش سے متصادم ہے۔ آپ کے لئے پریشان کن لمحہ ہے۔ آپ نے اپنے انتخاب میں منظر اور پس منظر پر جو روشنی ڈالی ہے اور خدمت دین کے جس جذبے کو بروئے کار لانا چاہتی ہیں واقعی ایک مستحسن فیصلہ ہے مگر دوسری طرف موانعات کو بھی آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کو سارے پہلو سوچ کر فیصلہ کرنا ہوگا۔ جو معاملات باہم افہام وتفہیم سے طے پائیں تو وہ بہتر ہوئے ہیں۔ بندہ دعا کرتا ہے کہ آپ کا اخلاص خدمت دین کے سلسلہ میں جسکا اظہار آپ کر رہی ہیں رنگ لائے اور آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔ امور تو مشیت الٰہی کے تحت ہی فیصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا اسی ذات کی طرف متوجہ رہیں اور اسی کے حضور دعا کرتے رہیں۔ موجودہ دور افراط اور تفریط کا دور ہے۔ کسی عقیدت مند نے آپ کو اس عاجز کی طرف متوجہ کیا ہے۔ بندہ میں کوئی ایسا تصرف یا کمال نہیں ہے کہ اسے بروئے کار لا کر کسی کی حاجت پوری کر سکے۔ اگر کوئی ایسا وصف یا کمال ہوتا تو صدیوں کا مسکن چھوڑ کر متاثرہ ڈیم نہ ہوتا بلکہ ڈیم کی تعمیر روک لیتا۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے مستجاب الدعوات حضرات موجود ہوتے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ادھر ایسے آدمیوں کی کمی نہیں۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس شخص کی دعا کی قبولیت پر اتفاق ہے جو ذکر الٰہی کا عادی ہو اور ذکر سے انس پیدا کر چکا ہو۔

اور ذکر الٰہی کا اس پر ایسا غلبہ ہو کہ ہر سانس میں نیند میں، بیداری میں غفلت نہ ہو۔

ایسا شخص مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ اور قبولیت صلوٰۃ سے نوازا جاتا

ہے۔

آپ مفتی امین صاحب سے رابطہ رکھیں اور ان سے دعا کراتی رہیں اور خود بھی اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی وانکساری سے دعا کرتی رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بندہ سے معاملہ اس کی شان کریمی کے مطابق ہوتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا: دعائیں سب کی قبول ہوتی ہیں کبھی تو وہی مل جاتا جو مانگا تھا اور کبھی اس سے افضل چیز عطا ہوتی ہے۔

اور کبھی دنیا میں کچھ عطا نہیں ہوتا بلکہ اس کا اجر آخرت میں جمع کر کے اس کو دیا جاتا ہے۔

لوگ اس وقت ثواب کو دیکھ کر تمنا کریں گے کہ کاش ہماری سب دعائیں آخرت کے لئے ذخیرہ رہتیں دنیا میں ایک بھی نہ ملتی۔ جب معاملہ اس ذات کی مشیت سے فیصل ہوتا ہے تو پھر بقول حضرت احمد رفائی رویہ یہ ہونا چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ کچھ بھی نہ چاہوں اور یہ پسند کرتا ہوں کہ کچھ بھی پسند نہ کروں۔ بلکہ جو آپ چاہیں اسی کو چاہتا ہوں اسی پر اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ دولت دی جو کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی۔ اور نہ کسی کے دل میں خطرہ ہوا۔

والسلام

کھانے پر فاتحہ پڑھنے کا جواز

[illegible]

([illegible] 789)

پروفیسر منظور الحق صدیقی صاحب کی اہلیہ محترمہ کے انتقال پر قبلہ حضرت صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے تعزیت

برادر محترم صدیقی صاحب

سلام مسنون!

عاجز سوچ رہا ہے کہ اس دلدوز سانحہ پر آپ کو کس طرح مخاطب کرے۔ افسردگی اور یاس کے ان لمحات میں کن الفاظ سے حوصلہ دے۔ ساٹھ سالہ رفاقت آن واحد میں چھن گئی۔ اس طرح ساٹھ سالہ تاریخ کی امین خاتون کو اپنے ہاتھوں سپرد خاک کر دیا۔ زندگی کی اس سطح پر یہ معمولی سانحہ نہیں قدرت نے بیوی خاوند کی باہمی رفاقت میں ایک حکمرانی کا عنصر بھی شامل کر رکھا ہے جو گھر میں ایک باوقار اعتماد کا ضامن ہوتا ہے اب لاکھ راحت وآسودگی کی کوشش بھی اس بے تکلفی نکھار اور اعتماد کا متبادل نہیں بن سکتی۔ محترمہ کی سلیقہ شعاری پارسائی اور اطاعت گذاری زندگی پھر آپ کے لئے وجہ سکون رہی اور آپ ہر فکر سے آزاد اپنے شغل میں محور ہے۔ ایسی مزاج شناس خاتون کا زندگی کے اس موڑ پر بچھڑ جانا بڑی آزمائش ہے۔

باہمی رفاقت کا یہ طویل حصہ جس سے طرح طرح کی یادیں وابستہ ہیں اب قدم قدم پر محترمہ کی یاد دلاتا رہے گا۔ مگر کیا کیا جائے ارادہ الٰہی کے حضور سب عاجز ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور آپ کو اس غم کی سختی کو برداشت کرنے کی ہمت۔

بندہ کی طرف سے اجتماعی دعا میں پانچ ہزار کلمہ طیبہ شریف اور ایک ختم القرآن شریف شامل کر لیں۔ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو۔

والسلام

ہے۔

آپ مفتی امین صاحب سے رابطہ رکھیں اور ان سے دعا کراتی رہیں خود بھی اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی وانکساری سے دعا کرتی رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بندہ سے معاملہ اس کی شان کریمی کے مطابق ہوتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا: دعائیں سب کی قبول ہوتی ہیں کبھی تو وہی مل جاتا جو مانگا تھا اور کبھی اس سے افضل چیز عطا ہوتی ہے۔

اور کبھی دنیا میں کچھ عطا نہیں ہوتا بلکہ اس کا اجر آخرت میں جمع کر کے اس کو دیا جاتا ہے۔

لوگ اس وقت ثواب کو دیکھ کر تمنا کریں گے کہ کاش ہماری سب دعائیں آخرت کے لئے ذخیرہ رہتیں دنیا میں ایک بھی نہ ملتی۔ جب معاملہ اس ذات کی مشیت سے فیصل ہوتا ہے تو پھر بقول حضرت احمد رفاعی رویہ یہ ہونا چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ کچھ بھی نہ چاہوں اور یہ پسند کرتا ہوں کہ کچھ بھی پسند نہ کروں۔ بلکہ جو آپ چاہیں اسی کو چاہتا ہوں اسی پر اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ دولت دی جو کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی۔ اور نہ کسی کے دل میں خطرہ ہوا۔

والسلام

کھانے پر فاتحہ پڑھنے کا جواز

[illegible]

[illegible]

پروفیسر منظور الحق صدیقی صاحب کی اہلیہ محترمہ کے انتقال پر قبلہ حضرت صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے تعزیت

برادر محترم صدیقی صاحب

سلام مسنون!

عاجز سوچ رہا ہے کہ اس دلدوز سانحہ پر آپ کو کس طرح مخاطب کرے۔ افسردگی اور یاس کے ان لمحات میں کن الفاظ سے حوصلہ دے۔ ساٹھ سالہ رفاقت آن واحد میں چھن گئی۔ اس طرح ساٹھ سالہ تاریخ کی امین خاتون کو اپنے ہاتھوں سپرد خاک کر دیا۔ زندگی کی اس سطح پر یہ معمولی سانحہ نہیں قدرت نے بیوی خاوند کی باہمی رفاقت میں ایک حکمرانی کا عنصر بھی شامل کر رکھا ہے جو گھر میں ایک باوقار اعتماد کا ضامن ہوتا ہے اب لاکھ راحت وآسودگی کی کوشش بھی اس بے تکلفی نکھار اور اعتماد کا متبادل نہیں بن سکتی۔ محترمہ کی سلیقہ شعاری پارسائی اور اطاعت گذاری زندگی پھر آپ کے لئے وجہ سکون رہی اور آپ ہر فکر سے آزاد اپنے شغل میں محو رہے۔ ایسی مزاج شناس خاتون کا زندگی کے اس موڑ پر بچھڑ جانا بڑی آزمائش ہے۔

باہمی رفاقت کا یہ طویل حصہ جس سے طرح طرح کی یادیں وابستہ ہیں اب قدم قدم پر محترمہ کی یاد دلاتا رہے گا۔ مگر کیا کیا جائے ارادہ الٰہی کے حضور سب عاجز ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور آپ کو اس غم کی سختی برداشت کرنے کی ہمت۔

بندہ کی طرف سے اجتماعی دعا میں پانچ ہزار کلمہ طیبہ شریف اور ایک ختم القرآن شریف شامل کر لیں۔ اللہ تعالیٰ حامی وناصر ہو۔

والسلام

اسلام اور گوشت خوری قرآن، سائنس اور ہندو دھرم کی روشنی میں

پروفیسر شیر علی

اسلام ایک فطری مذہب ہے، جس کے تمام احکام حکمت سے لبریز ہیں۔ خدائے احکم الحاکمین نے جو بھی حکم صادر فرمایا ہے اس میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہے۔ نماز، روزہ، زکات اور قربانی وغیرہ تمام معمولات پر از حکمت ہیں۔ یوں ہی گوشت خوری بھی حکمت سے خالی نہیں۔ آج کل کچھ لوگ اسلام پر یہ اعتراج کرتے ہیں کہ جانور کو ہلاک کرنا ایک ظالمانہ فعل ہے پھر مسلمان گوشت کیوں کھاتے ہیں؟ یہ محض جاہلانہ واحمقانہ اعتراض ہے۔ ذیل میں اس کے دفاع میں نقلی و عقلی دلائل ملاحظہ کریں:

گوشت خوری قرآن کی روشنی میں:

قرآن حکیم میں پروردگار کائنات کا ارشاد پاک ہے:

(1)

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔

(سورۃ البقرہ، آیت:67)

(2)

سو تم اس (ذبیحہ) سے کھایا کرو جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھنے والے ہو۔

(سورۃ الانعام، آیت:116)

(3)

اور تمھیں کیا ہے کہ تم اس (ذبیحہ) سے نہیں کھاتے جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا گیا ہے (تم ان حلال جانوروں کو بلا وجہ حرام ٹھہراتے ہو)؟ حالاں کہ اس نے تمھارے لیے ان (تمام) چیزوں کو تفصیلاً بیان کر دیا ہے جو اس نے تم پر حرام کی ہیں، سوائے اس (صورت) کے کہ تم (محض جان بچانے کے لیے) ان (کے بقدر حاجت کھانے) کی طرف انتہائی مجبور ہو جاؤ (سو اب تم اپنی طرف سے اور چیزوں کو مزید حرام نہ ٹھہرایا کرو)۔ بے شک بہت سے لوگ بغیر (پختہ) علم کے اپنی خواہشات (اور من گھڑت تصورات) کے ذریعے (لوگوں کو) بہکاتے رہتے ہیں، اور یقیناً آپ کا رب حد سے تجاوز کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

(سورۃ الانعام، آیت:117)

(4)

اور اُسی نے تمہارے لیے چوپائے پیدا فرمائے، ان میں تمہارے لیے گرم لباس ہے اور (دوسرے) فوائد ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے (بھی) ہو۔

(سورۃ النحل، آیت:5)

(5)

اور بے شک تمھارے لیے چوپایوں میں (بھی) غور طلب پہلو ہیں،

جو کچھ ان کے شکموں میں ہوتا ہے ہم تمھیں اس میں سے (بعض اجزا کو دودھ بنا کر) پلاتے ہیں اور تمھارے لیے ان میں (اور بھی) بہت سے فوائد ہیں اور تم ان میں سے (بعض کو) کھاتے (بھی) ہو۔

(سورۃ المومنون، آیت:21)

گوشت خوری سائنس کی روشنی میں:

سائنس کی رو سے غیر نباتاتی خوراک (یعنی انڈا، مچھلی اور گوشت وغیرہ) پروٹین کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔ اس میں حیاتیاتی طور پر مکمل پروٹین یعنی آٹھ (8) ضروری امائنو ایسڈز پائے جاتے ہیں، جنھیں جسم تیار نہیں کرتا۔ اس لیے یہ خوراک کے ذریعے سے لینے چاہییں۔

گوشت میں فولاد، وٹامن بی-1 (Vitamin B1) اور نیاسن (Niacin) بھی شامل ہوتے ہیں۔

نیز اگر آپ سبزی خور (Vegetarian) جانوروں یعنی گائے، بھیڑ اور بکری وغیرہ کے دانتوں کا مشاہدہ کریں تو آپ حیران کن حد تک ایک جیسے پائیں گے۔ ان تمام جانوروں کے دانت چوڑے ہوتے ہیں، جو سبز پتوں والی خوراک کے لیے موزوں ہیں۔ اور اگر آپ گوشت خور جانور جیسے شیر، چیتا اور کتا وغیرہ کے دانتوں کا مشاہدہ کریں تو ان کے دانت نوکیلے ہوتے ہیں، جو گوشت خوری کے لیے موزوں ہوتے ہیں۔ اور اگر آپ انسانی دانتوں کا مشاہدہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ ان میں چوڑے اور نوکیلے دونوں قسم کے دانت پائے جاتے ہیں۔ اس لیے ان کے دانت سبزی اور گوشت دونوں قسم کی خوراک کے لیے موزوں ہیں۔ یعنی وہ ہمہ خور ہیں۔ یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ نے انسان کو محض سبزی خور بنایا ہوتا تو اس کے نوکیلے دانت کیوں ہوتے؟

یہ منطقی بات ہے کہ وہ جانتا تھا کہ انسان کو دونوں قسم کی خوراک کی ضرورت پڑے گی۔

یوں ہی چرندوں کا نظام انہضام صرف پتوں والی خوراک ہضم کرسکتا ہے اور اگر گوشت خور جانوروں کا نظام انہضام صرف گوشت ہضم کر سکتا ہے۔ لیکن انسان کا نظام انہضام سبزیوں اور گوشت دونوں قسم کی غذا ہضم کرسکتا ہے۔ اگر اللہ چاہتا کہ ہم صرف سبزیاں کھائیں تو پھر اس نے ہمیں ایسا نظام انہضام کیوں دیا جو سبزیوں اور گوشت دونوں قسم کی غذاؤں کو ہضم کرسکے؟

گوشت خوری ہندو دھرم کی روشنی میں:

ہندو دھرم کی مذہبی کتابوں سے بھی گوشت خوری کا ثبوت ملتا ہے۔ آج کل کے ہندو جو گوشت خوری سے روکتے ہیں در اصل وہ دوسرے مذاہب جیسے: جین دھرم اور بودھ دھرم وغیرہ سے متاثر ہوگئے ہیں اور اپنے راستے سے بھٹک گئے ہیں ورنہ ان کی مذہبی کتابیں تو گوشت خوری کا حکم دیتی ہیں مزید برآں اس کی فضیلتیں بیان کرتی ہیں۔ ذیل میں دلائل ملاحظہ ہوں:

(1)

جو شخص ان جانوروں کا گوشت کھائے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے تو وہ کوئی برا کام نہیں کرتا خواہ وہ ایسا روزانہ کرے کیوں کہ خدا نے کچھ چیزیں کھانے کے لیے پیدا کی ہیں اور کچھ کو ان چیزوں کو کھانے کے لیے پیدا کیا ہے۔

(منوسمرتی، باب:5، سطر:3)

(2)

قربانی کا گوشت کھانا صحیح ہے کیوں کہ یہی دیوتاؤں کا روایتی طریقہ رہا ہے۔

(منوسمرتی، باب:5، سطر:31)

(3)

مہابھارت میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر چاول، جو، چقندر اور پھل وغیرہ باپ دادا کو پیش کیے جائیں تو ان کی آتما کو ایک مہینے تک شانتی ملتی رہے گی۔

مچھلی پیش کرنے سے 2 مہینے تک، بھیڑ کے گوشت سے 3 مہینے تک خرگوش کے گوشت سے 4 مہینے تک، بکری کے گوشت سے 5 مہینے تک خنزیر کے گوشت سے 6 مہینے تک، پرندوں کے گوشت سے 7 مہینے تک، ہرن کے گوشت سے 8، 9 مہینے تک، گائے کے گوشت سے 10 مہینے تک، بھینس کے گوشت سے 11 مہینے تک۔

اور نیل گائے کے گوشت سے پورے سال آتما کو شانتی ملتی رہے گی۔

(مہابھارت، انوساشن پوروا، باب:88)

قارئین!

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ گوشت خوری صرف اسلامی اور سائنسی نقطہ نظر سے ہی نہیں بلکہ ہندو دھرم کے اعتبار سے بھی صحیح ہے جیسا کہ ان کی مذہبی کتابوں سے ثابت ہوا۔

آخیر میں بارگاہِ پروردگار میں دست بہ دعا ہوں کہ اللہ پاک اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل ہمیں حق بات قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(ساڈے دل سوہنیا نگاہواں کدوں ہونیاں)

ساڈے دل سوہنیا نگاہواں کدوں ہونیاں
دسو منظور اے دعاواں کدوں ہونیاں
اک اک ذرے وچ رکھیاں شفاواں نیں
بوسے تیرے قدماں نوں دتے جنہاں رہواں نیں
ساڈیاں نصیباں وچ او رہواں کدوں ہونیاں
ساڈے دل سوہنیا، نگاہواں کدوں ہونیاں
ہجر دے بیماراں نوں شفاواں کدوں ہونیاں
ساڈے دل سوہنیا، نگاہواں کدوں ہونیاں
تکھیاں جدائیاں دیاں، ٹھپاں دل ساڑیا
اپنی گل دس دیو، خدائی دیا لاڑیا
ٹھپاں کدوں مکنیاں تے چھاواں کدوں ہونیاں
ساڈے دل سوہنیا، نگاہواں کدوں ہونیاں
عشق دے بیماواں نوں، دارو کوئی نی چاہیدا
ایہناں دا علاج ہے، دیدار سوہنے ماہی دا
عشق دے بیماراں نوں شفاواں کدوں ہونیاں
ساڈے دل سوہنیاں نگاہواں کدوں ہونیاں
آقا ایہو صدراں نے سینے وچ پا لیاں
ویکھاں گا میں کدوں روزے دیاں جالیاں
سجن اُتے تیریاں عطاواں کدوں ہونیاں

قصاب کی توبہ

حکیم محمد مقبول

حضرت سیدنا بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل کا ایک قصاب اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق ہوگیا۔ اتفاق سے ایک دن لونڈی کو اس کے مالک نے دوسرے گاؤں کسی کام سے بھیجا، قصاب کو موقع مل گیا اور وہ بھی اس لونڈی کے پیچھے ہولیا۔

جب لونڈی جنگل سے گزری تو اچانک قصاب نے سامنے آکر اسے پکڑ لیا اور اسے گناہ پر آمادہ کرنے لگا۔ جب اس لونڈی نے دیکھا کہ اس قصاب کی نیت خراب ہے تو اس نے کہا:

''اے نوجوان تُو اس گناہ میں نہ پڑ! حقیقت یہ ہے کہ جتنا تُو مجھ سے محبت کرتا ہے اس سے کہیں زیادہ میں تیری محبت میں گرفتار ہوں لیکن مجھے اپنے مالک حقیقی عزوجل کا خوف اس گناہ کے ارتکاب سے روک رہا ہے۔'' اس نیک سیرت اور خوف خدا عزوجل رکھنے والی لونڈی کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ تاثیر کا تیر بن کر اس قصاب کے دل میں پیوست ہوگئے اور اس نے کہا: ''جب تُو اللہ عزوجل سے اس قدر ڈر رہی ہے تو میں اپنے پاک پروردگار عزوجل سے کیوں نہ ڈروں، میں بھی تو اسی مالک عزوجل کا بندہ ہوں، جا! تو بے خوف ہو کر چلی جا۔''

اتنا کہنے کے بعد اس قصاب نے اپنے گناہوں سے سچی توبہ کی اور واپس پلٹ گیا۔ راستے میں اسے شدید پیاس محسوس ہوئی لیکن اس ویران جنگل میں کہیں پانی کا دور دور تک کوئی نام ونشان نہ تھا قریب تھا کہ گرمی اور پیاس کی شدت سے اس کا دم نکل جاتا۔

اتنے میں اسے اس زمانے کے نبی کا ایک قاصد ملا، جب اس نے قصاب کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا: ''تجھے کیا پریشانی ہے؟'' کہا: ''مجھے سخت پیاس لگی ہے۔'' یہ سن کر قاصد نے کہا:

''آؤ! ہم دونوں مل کر دعا کرتے ہیں'' قصاب نے جب یہ سنا تو کہنے لگا: ''میرے پاس تو کوئی ایسا نیک عمل نہیں جس کا وسیلہ دے کر دعا کروں، آپ نیک شخص ہیں آپ ہی دعا فرمائیں۔'' اس قاصد نے کہا: میں دعا کرتا ہوں، تم آمین کہنا، پھر قاصد نے دعا کرنا شروع کی اور وہ قصاب آمین کہتا رہا، تھوڑی ہی دیر میں بادل کا ایک ٹکڑا سایہ فگن ہو کر ان کے ساتھ چلنے لگا۔ جب وہ دونوں بستی میں پہنچے تو قصاب اپنے گھر کی جانب روانہ ہوا اور وہ قاصد اپنی منزل کی طرف جانے لگا، بادل بھی قصاب کے ساتھ ساتھ رہا جب اس قاصد نے یہ ماجرہ دیکھا تو قصاب کو بلایا اور کہنے لگا: ''تم نے تو کہا تھا کہ میرے پاس کوئی نیکی نہیں، لیکن اب حال یہ ہے کہ بادل تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے سر پر سایہ فگن ہے، سچ سچ بتاؤ! تم نے ایسی کون سی عظیم نیکی کی ہے۔ جس کی وجہ سے تم پر یہ خاص کرم ہوا؟'' یہ سن کر قصاب نے اپنا سارا واقعہ سنایا۔ اس پر اس قاصد نے کہا: ''اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گناہوں سے توبہ کرنے والوں کا جو مقام ومرتبہ ہے وہ دوسرے لوگوں کا نہیں۔"

بوڑھے والد کی شادی

محمد اسمٰعیل بدایونی

(ایک سماجی مسئلہ پر چشم کشا تحریر)

فون کی بیل مسلسل بج رہی تھی۔ اتنی رات گئے کون کال کر رہا ہے؟ میں نے آنکھیں ملتے ہوئے موبائل فون اٹھایا۔

ارسلان کی کال اس وقت!

ارسلان میری مسجد کا پکا نمازی تھا اس کی اس وقت کال سے میں پریشان ہو گیا کہ نا جانے کیا معاملہ ہے جو ارسلان نے اس وقت کال کی۔

السلام علیکم! سب خیریت تو ہے نا ارسلان!

امام صاحب! میں خودکشی کرنا چاہتا ہوں۔

ارے یہ کیا کہہ رہے ہو؟

بس امام صاحب! میں اب اس معاشرے میں منہ دکھانے کے لائق نہیں رہا۔

ہوا کیا ہے؟

امام صاحب! میرے والد صاحب ساٹھ سال کی عمر میں دوسری شادی کرنے جا رہے ہیں ہمیں انہوں نے کہیں بھی منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا۔ ارسلان رونے لگا

کیا تم صبح فجر میں مجھ سے مل سکتے ہو؟

جی جی امام صاحب! ارسلان نے فون رکھ دیا

فجر کی نماز کے نمازیوں سے مصافحہ کے بعد ارسلان میرے پاس آیا مجھے اندازہ تھا کہ وہ پوری رات جاگتا رہا ہے

اب بتاؤ! کیا مسئلہ ہے؟

ابو اس عمر میں شادی کر رہے ہیں؟

کیا تمہاری والدہ حیات ہیں؟

نہیں ان کا تو ۵ سال پہلے انتقال ہو گیا تھا

تمہارے والد کا خیال کون رکھتا ہے اب؟

وہ خود اپنا خیال رکھتے ہیں

دیکھو ارسلان! تمہارے تمام بہن بھائیوں کی بھی شادی ہو چکی ہے جہاں تک میرے علم میں ہے تم گھر کے سب سے چھوٹے ہو اور تمہاری بھی پچھلے سال شادی ہو چکی ہے

جی امام صاحب

تمہارے والد کو ایک ساتھی کی ضرورت ہے۔۔۔ایک غمگسار کی ضرورت ہے۔۔۔

لیکن میں اور میرے بہن بھائی باہر کیا منہ دکھائیں گے؟

امام صاحب! دنیا کیا کہے گی؟

لوگ کیا کہیں گے؟

ہم تو کہیں منہ دکھانے کے لائق نہیں رہیں گے۔

اف! یہ لوگ کیا کہیں گے۔۔۔۔۔دنیا کیا کہے گی؟

یہ احمق سوچتے ہیں

تمہارے والد شادی کر رہے ہیں کوئی زنا نہیں کر رہے جو تم شرم کے مارے زمین میں گڑے جا رہے ہو۔

تمہارے والد ریٹائرڈ ٹیچر ہیں اس وقت وہ ساٹھ سے اوپر ہیں اور یقینا وہ جن خاتون سے شادی کر رہے ہوں گے وہ بھی ۵۰ کے آس پاس ہوں گی؟

جی وہ بیوہ خاتون ہیں اور تقریبا ۴۸ سال عمر ہوگی ان کی۔ ارسلان نے نظریں جھکاتے ہوئے مجھے بتایا۔

دیکھو ارسلان! تم سب بہن بھائی مصروف رہتے ہو ان کی تنہائی ان کو کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے ایک زندگی کا ہمسفر ان کے لیے بہت ضروری ہے۔

اب تمہارے والد بیمار بھی رہتے ہیں کچھ ہی دنوں بعد اللہ نہ کرے یہ بستر سے لگ گئے واش روم جانے کے لائق بھی نہیں رہے تو ان کی خدمت کون کرے گا؟

نہ تم کرو گے نہ تمہارے بہن بھائی کریں گے اور تمہاری بیوی کرے گی لیکن بیوی یہ خدمت کرلے گی اس طرح ایک تو تمہارے والد کو ایک خدمت گزار خاتون مل جائیں گی اور دوسرا تمہارے والد کے بعد اس بیوہ خاتون کو آدھی پنشن بھی ملتی رہے گی اور وہ سوتیلی ماں تم پر بھی بوجھ نہیں بنیں گی۔

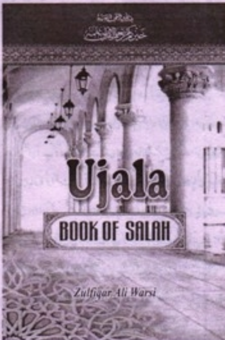
یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ارسلان کی چہرے پر مسکراہٹ آ گئی تھی

امام صاحب! آپ نے تو میرا بڑا مسئلہ حل کر دیا۔ ارسلان خوش ہوتے ہوئے اپنے گھر روانہ ہو گیا۔

شریعت پر ہونے والے کسی بھی عمل کو رسم و رواج کے بھینٹ مت چڑھائیے۔

میرے دوستو!

اگر آپ کے والد حیات ہیں اور ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کچھ معاملہ درپیش ہو تو خود ان کی شادی کرا دیجیے یقین جانیے انہیں اس وقت ایک غمگسار کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔



آپ نے کبھی جہاز کا سفر کیا؟

محمد حسن بیگ

کیا آپ نے کبھی جہاز کا سفر کیا ہے؟ اگر نہیں کیا تو کوئی بات نہیں ٹرین کا سفر تو ضرور کیا ہوگا آپ نے؟

کیا آپ نے کبھی یہ غور کیا کہ سفر جہاز سے ہو یا کہ ٹرین سے ہر سفر تکلیف دہ ضرور ہوتا ہے اس سفر میں کئی پابندیاں آپ کی ذات پر لاگو کردی جاتی ہیں۔ جنہیں آپ باہمی رضامندی سے قبول بھی کر لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ کو ایک خاص نشست تک محدود کر دیا جاتا ہے۔ لیکن آپ بلا چوں چراں مان جاتے ہیں آپ کو اس سفر میں دوران سفر یہ آزادی نہیں ہوتی کہ آپ اپنی مرضی سے دوران سفر چہل قدمی کرتے ہوئے اندر باہر جاسکیں بلکہ جہاز کے سفر میں تو آپ کو سیٹ بیلٹ سے باندھ دیا جاتا ہے اور آپ اعتراض بھی نہیں کرتے۔اسی طرح ٹوائلٹ کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہ ہونے کے باوجود بھی آپ کو کوئی شکایت نہیں ہوتی حالانکہ ٹرین کے مقابلے میں ہوائی جہاز کا ٹوائلٹ اس قدر تنگ ہوتا ہے کہ خبر ہی نہیں ہو پاتی کہ کب شروع ہوا اور کب ختم بھی ہوگیا۔ چاہے وہ ایئر پورٹ ہو یا ریلوے اسٹیشن عموماً دھکم پیل کی وجہ سے آپ کو ایذا پہنچتی ہے لیکن آپ خاموش رہتے ہیں اور زیادہ واویلا نہیں مچاتے۔ کبھی سخت سردی اور کبھی چلچلاتی دھوپ کو مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے برداشت کرنا پڑتا ہے۔ لیکن کبھی کوئی مسافر اس کی بھی شکایت نہیں کرتا اور نہ ہی آپ نے آج تک کوئی ایک ایسی مثال سنی ہوگی کہ موسم کی سختی سے بچنے کیلئے کسی مسافر نے کسی ریلوے اسٹیشن پر کوئی سائبان تعمیر کیا ہو یا کوئی کمرہ بنایا ہو۔ آخر کیوں لوگ اس طرح کی عمارت کسی ریلوے اسٹیشن پر اپنی آسانی کیلئے تعمیر نہیں کرتے؟

جواب بہت آسان ہے۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ یہ تکلیفیں عارضی ہیں۔ کس مسافر کو پڑی ہے کہ عارضی جگہ پر عمارتیں تعمیر کراتا پھرے کیونکہ سبھی جانتے ہیں کہ ہمیں کونسا ہمیشہ اس پلیٹ فارم پر رہنا ہے۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ انتظار گاہ ہے نا کہ آرام گاہ !اسی واسطے تکلیف چاہے ٹرین کے سفر میں درپیش ہو یا جہاز کے سفر میں ہر ایک ہنس کر ان تکالیف کو برداشت کر لیتا ہے کہ وہ جانتا ہے یہ تکلیف عارضی ہے یہ ٹھکانہ بھی عارضی ہے اور آگے منزل ہے جس پر پہنچ کر آرام ہی آرام ہے ذرا ٹھہریے یہاں رُک جایئے اور اتنا ضرور سوچیے کہ کیا یہ دُنیا ریلوے اسٹیشن کی طرح نہیں؟ کیا یہ عارضی ٹھکانہ نہیں کیا ہمیشہ ہمیں یہیں رہنا ہے یا ہماری منزل کہیں اور ہے؟ کیا آپ نے کبھی پلٹ کر اپنی گذشتہ زندگی کے سفر کے متعلق سوچا؟ کیا آپ کو نہیں لگتا کہ جو زندگی آپ گزار آئے ہیں وہ چاہے بیس برس ہو یا کہ ساٹھ برس کی کیوں نہ ہو کیا ایسا محسوس نہیں ہوتا کہ جیسے ابھی دُنیا میں آئے چند ہی لمحے ہوئے تھے اور ہم زندگی کے کئی سنگ میل عبور کر آئے؟ سوچیے کہ کہیں یہ دُنیا کا سفر ایسا سفر تو نہیں جسے منزل سمجھ کر ہم اسی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں۔

حضرت علی کو مولا اور مشکل کُشا کیوں کہتے ہیں؟

محمد عابد نعمان شامی

'الفتاح' اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے جیسے عالم، علیم، حلیم، رؤف، رحیم، سمیع، بصیر، شہید، حاکم، حکم، شکور، مالک، ملک، مولیٰ، ولی، نور، ھادی، ذارع وغیرہ وغیرہ یہ تمام اسماء حسنیٰ قرآن پاک میں ذات باری تعالیٰ کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔ اس حقیقت میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے۔

اب ذرا دیکھیے یہی اسماء حسنیٰ بندوں کے لیے بھی قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں مثلاً

''علم والے بندے''

العنکبوت، 43:29

''ہم نے اسے حکم (نبوت) اور علم (تعبیر) عطا فرمایا''

یوسف 22:12

''ہم نے (موسیٰ علیہ السلام سے) فرمایا: خوف مت کرو بے شک تم ہی غالب رہو گے۔'' طٰہٰ 68:20

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن کریم میں متعدد نام جہاں اپنے لیے استعمال فرمائے ہیں بعینہ وہی اسمائے وصفی اپنے بندوں کے لیے بھی استعمال فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر شرک کا دشمن اور توحید کا حامی کون ہو سکتا ہے؟ ایسا کرنا ہرگز ہرگز شرک نہیں شرک برائی ہے اور اللہ تعالیٰ برائی کا نہ مرتکب ہو سکتا ہے نہ اپنے بندوں کو اس کی تعلیم دے سکتا ہے۔

''بے شک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا اور بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی و نافرمانی سے منع فرماتا ہے، وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم خوب یاد رکھو۔'' (النحل، 90:16)

اللہ تعالیٰ حاکم ہے حاکموں کا حاکم ہے مگر اس نے اپنے بندوں کو بھی حکومت دی ہے وہ بھی حاکم ہیں بس اتنا فرق ملحوظ رکھیں کہ اللہ اپنی شان کے مطابق حاکم ہے بالذات و بالاستقلال۔ بندے اس کی عطا سے اور اس کے بنانے سے حاکم ہیں بندوں کے تمام کمالات اس کی عطا اور خیرات ہے جبکہ اس کے تمام کمالات ذاتی ہیں کسی کی عطا سے نہیں۔

مولا کا مطلب:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا

''سو بے شک اللہ ہی اُن کا دوست و مددگار ہے، اور جبریل اور صالح مومنین بھی اور اس کے بعد (سارے) فرشتے بھی (اُن کے) مددگار ہیں۔'' التحریم 4:66

یہاں پر مولا مددگار کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار (مولا) کون کون ہیں:

اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام،نیک مسلمان،تمام فرشتے یہ کہنا جہالت ہے کہ اللہ ہی مولا ہے جب صالح مومنین نبی پاک کے مددگار ہیں جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار ہیں تو یہ نیک مسلمان اور جبریل علیہ السلام اللہ تو نہیں اہل ایمان ہیں مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں

اس نے کہا: اللہ کی طرف کون لوگ میرے مددگار ہیں؟ تو اس کے مخلص ساتھیوں نے عرض کیا: ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں۔

آل عمران،3:52

اسی طرح النحایہ میں لفظ مولا کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں۔ رب (پرورش کرنیوالا) مالک۔ سردار،انعام کرنیوالا،آزاد کرنیوالا،مدد گار،محبت کرنیوالا،تابع (پیروی کرنے والا) پڑوسی،ابن العم (چچا زاد) حلیف (دوستی کا معاہدہ کرنیوالا) عقید (معاہدہ کرنے والا) صھر (داماد،سسر) غلام،آزاد شدہ غلام جس پر انعام ہوا جو کسی چیز کا مختار ہو۔کسی کام کا ذمہ دار ہو۔اسے مولا اور ولی کہا جاتا ہے۔جس کے ہاتھ پر کوئی اسلام قبول کرے وہ اس کا مولا ہے یعنی اس کا وارث ہوگا وغیرہ۔ ابن اثیر بن نحایہ،5:228

مشکل کشا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی نہیں ہر مسلمان کو مشکل کشا ہونا فرض ہے تاکہ بوقت ضرورت وہ مظلوم،مجبور،مسکین،مسافر،بیوہ،یتیم،فقیر کی حسب توفیق مشکل حل کر سکے کیا بھوکے پیاسے کو کھانا پانی نہ دوگے اور اسے بھوک و پیاس سے یہ کہہ کے مارو گے کہ کھلانے پلانے والا وہی رزاق ہے اسی سے مانگو۔

''جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے''

الشعراء،26:79

کیا مریض کی عیادت نہ کرو گے۔ہسپتال نہ پہنچاؤ گے دوا لے کر نہ دو گے یہ کہہ کر کہ

''جب بیمار پڑتا ہوں وہی شفا دیتا ہے۔''

الشعراء،26:80

مومن حاجت روا مشکل کشا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''جو میرے کسی امتی کو خوش کرنے کے لیے اس کی حاجت پوری کرے اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا'' دیلمی،مسند الفردوس ما ثور الخطاب،3:546،رقم:5702

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''جس نے کسی بیچارے مظلوم کی فریاد رسی کی اللہ پاک اس کے لیے تہتر بخششیں لکھتا ہے،جن میں ایک کے سبب اس کے تمام معاملات سدھر جاتے ہیں اور بہتر درجے اس کو قیامت کے دن ملیں گے۔''

بیہقی،شعب الایمان،6:120،رقم:7670

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

''جس نے کسی مسلمان کی دنیاوی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی مشکل حل فرمائے گا اور جس نے تنگ دست پر آسانی کی اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستر پوشی فرمائے گا

اور اللہ پاک اس وقت تک بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرنے میں مصروف رہتا ہے اور جو علم حاصل کرنے کے رستے پر چل نکلتا ہے اللہ پاک اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور جب بھی کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھنے پڑھانے کے لیے جمع ہوتی ہے ان پر سکینہ (سکون وراحت) نازل ہوتی ہے رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے فرشتے اس پر چھا جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حضور حاضر فرشتوں کی مجلس میں ان بندوں کا فخریہ انداز میں ذکر فرماتا ہے اور جس کو عمل نے بلند تر مقام ومرتبہ پر پہنچنے میں ڈھیلا و موخر رکھا اسے نام ونسب جلد نہیں پہنچا سکتا۔" مسلم، الصحیح، 4:2074، رقم: 2699

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے جس آدمی کو مسلمانوں کے کسی عمل کا ولی (ذمہ دار، عہدیدار) بنایا اور اس نے ان کی حاجت وضرورت ومحتاجی کے آگے پردے لٹکا دیئے (اور حاجت مندوں کو اپنے تک پہنچنے نہ دیا) اللہ پاک اس کی حاجت وضرورت ومحتاجی کے آگے پردے لٹکا دے گا (اس کی مدد نہیں فرمائے گا) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی حاجت روائی کے لیے ایک شخص مقرر فرمایا تھا۔"

ابوداؤد، السنن، 3:135، رقم: 2948

مزید فرماتے ہیں "جو لوگوں کے کسی درجہ کے معاملات کا حاکم بنایا گیا پھر اپنا دروازہ مسلمانوں کے آگے یا مظلوم یا حاجت مند کے آگے بند رکھا اللہ تعالیٰ اس کے سامنے اس کی حاجت اور طویل محتاجی کے وقت (قیامت کو) اپنی رحمت کے دروازے بند کر دے گا۔"

احمد بن حنبل، المسند، 3:441، رقم: 15689

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عامل بناتے وقت عامل (حاکم) پر شرط رکھتے کہ

1: عمدہ ترکی نسل کے گھوڑے پر سواری نہیں کرے گا۔

2: چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھائے گا۔

3: باریک کپڑا نہیں پہنے گا۔

"لوگوں کی حاجت برداری کے آگے اپنے دروازے بند نہ کرنا اگر تم نے ان میں سے کوئی کام کیا تو سزا پاؤ گے پھر ان کے ہمراہ چل کر انہیں رخصت فرماتے۔" بیہقی، شعب الایمان، 6:24، رقم: 7394

خلاصہ کلام:

اللہ تعالیٰ کے اکثر صفاتی نام درحقیقت اس کی صفات ہیں جو اس کی ذاتی مستقل اور دائمی ہیں کسی کی عطا کردہ نہیں۔ حادث نہیں۔ عارضی نہیں وقتی نہیں مگر وہ ذات بابرکات کریم ہے جواد ہے، سخی ہے، عطا کرنے والی ہے اسی نے اپنے بندوں کو سننے دیکھنے، کرم، سخاوت، عطا، علم، قدرت اور حسن وغیرہ صفات عالیہ کا صدقہ عطا فرمایا ہے لہٰذا بندے صاحبان قدرت، صاحبان سمع و بصر، صاحبان کرم وسخاوت، عالم، حلیم، حکیم، علیم، رؤف، (شفیق) ہیں مگر سب کچھ اس کی عطا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات مستقل اور ذاتی ہیں مخلوق کی صفات عارضی اور عطائی ہیں تمام صفات میں یہی اصول پیش رہے بادشاہی حکم (حاکم) گواہ وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ اللہ ہے نبی ولی اور دیگر مخلوق اپنی حیثیت رکھتی ہیں ایک کی جگہ دوسرے کو بٹھانا ظلم ہے۔ بندہ کو بندہ کی حیثیت میں مانو اللہ تعالیٰ کو اس کی حیثیت وشان کے مطابق۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ پسندیدہ غذائیں

حافظ عصمت اللہ بندیشہ

نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ شہد پسند تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا دو چیزوں سے صحت حاصل کرو ایک شہد دوسری قرآن مجید۔ کیونکہ شہد جسم کے مضر اثرات ختم کر کے صحت یاب کرتا ہے، جبکہ قرآن مجید ہمیں روحانی بیماریوں سے شفایاب کرتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص ہر مہینے تین دن شہد پیئے اسے کوئی بڑی تکلیف نہ ہوگی۔ جدید تحقیق کے مطابق یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ شہد بہت سی بیماریوں کی کامیاب دوا ہے۔ مثلاً جسم اور خاص طور پر پھیپھڑوں کے لئے قوت بخش ہے۔ کھانسی، دمہ، فالج، لقوہ اور سردی سے لاحق ہونے والے امراض میں مفید ہونے کے علاوہ خون صاف کرنے میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ غذاؤں میں ایک دوسری غذا کھجور ہے۔ غذائیت کے اعتبار سے یہ ایک مقوی اور بہترین غذا ہے۔ چند ہی ایسی چیزیں ہوں گی جو جسم کو قوت فراہم کرنے میں کھجور کے ہم پلہ ہوں۔ کھجور جسم کو طاقت دینے کے ساتھ ساتھ دل اور معدے کو بھی طاقت دیتی ہے، جن لوگوں میں آیوڈین کی کمی ہو انہیں خاص طور پر کھجور استعمال کرنی چاہیے۔ کھجور کمزور جسم کو فربہ بناتی ہے۔ جن کا وزن کم ہو یا جنہیں سردی زیادہ لگتی ہو انہیں چاہیے کہ وہ کھجور کا استعمال باقاعدہ کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ بھی بہت پسند تھا۔ آپؐ نے اکثر بکری دودھ کا استعمال فرمایا اور بعض اوقات گائے کا دودھ بھی استعمال فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا تم گائے کا دودھ استعمال کرو کیونکہ اس میں شفاء ہے اس کے گھی میں دوا کی تاثیر ہے لیکن اس کے گوشت میں بیماری ہے۔ تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ جن علاقوں میں دودھ اور اس سے تیار کی ہوئی چیزیں استعمال ہوئی ہیں۔ وہاں کے لوگ ذہین محنتی اور صحت مند ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی ایک اور پسندیدہ غذا ثرید ہے۔ ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں جو شوربہ یا پتلی دال میں روٹی بھگو کر تیار کیا جاتا ہے۔ یہ نرم اور جلدی ہضم ہونے والا کھانا ہے۔ ثرید کی ایک اور قسم بھی ہے جو میٹھی ہوتی ہے اس کو حلوہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ستو، کھجور، دودھ اور گھی ملا کر بنایا جاتا ہے۔ دونوں قسم کا ثرید آپؐ کو پسند تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کدو کے شوربے میں دو انگلیوں سے کدو کے ٹکڑے تلاش کرتے تھے۔ طبی تحقیقات کے مطابق کدو بلڈ پریشر اور خون کی گرمی دور کرنے میں نہایت مفید ہے۔ کدو پیاس کو تسکین دیتا ہے۔ کدو کا پانی پرانی بلغمی کھانسی اور دمہ کے مریضوں کو پلانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ قارئین کے لئے سردیوں میں ہاتھ اور پاؤں کے پھٹنے کا ایک مجرب نسخہ پیش خدمت ہے۔ عرق کدو کے چند قطرے صبح شام متاثرہ حصوں پر باقاعدہ لگانے سے کچھ ہی عرصے میں مریض مکمل شفایاب ہو جاتا ہے۔

مسلم بن عقیلؓ نے حضرت امام حسینؓ کو خط لکھا کہ حالات سازگار ہیں، وہ کوفہ تشریف لے آئیں۔ خط ملنے کے بعد حضرت امام حسینؓ کوفہ روانہ ہوئے۔ یزید نے کوفہ کے گورنر نعمان بن بشیر کو معزول کر دیا کیونکہ وہ حضرت امام حسینؓ کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ عبداللہ ابن زیاد سمیہ کو کوفے کا گورنر مقرر کیا گیا۔

[البدایہ والنہایہ]

ابن زیاد نے عمر بن سعد کو حضرت امام حسینؓ کے پاس بھیجا اور ان کو یزید کی بیعت کا مشورہ دیا۔ حضرت امام حسینؓ نے فرمایا کہ مجھے واپس جانے دو، یزید کے پاس لے چلو تاکہ اس سے مکالمہ کروں اگر دونوں شرطیں منظور نہ ہوں تو ترکوں کی جانب جانے دو تاکہ ان کے خلاف جہاد کر کے شہادت کا رتبہ حاصل کروں۔ حضرت امام حسینؓ کا پیغام ابن زیاد کو پہنچایا گیا مگر اس نے اپنے ساتھیوں کے مشورے کے بعد تینوں شرطیں مسترد کر دیں اور بیعت کا مطالبہ کیا۔ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو حکم دیا کہ حضرت امام حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کو پانی لینے سے روک دیا جائے۔

[البدایہ والنہایہ]

حضرت امام حسینؓ نے جب دیکھا کہ وہ محاصرے میں آ گئے ہیں اور ابن زیاد کے ارادے درست نہیں ہیں تو آپ نے نویں محرم کو چراغ گل کر دیے اور خطبہ دیا اور اپنے عزیز و اقارب اور رفقاء سے کہا کہ یزید کو صرف ان سے دشمنی ہے۔ لہٰذا جو لوگ واپس جانا چاہیں وہ چلے جائیں۔ قافلے میں شامل سب لوگوں نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور آخری دم تک حضرت امام حسینؓ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔

[البدایہ والنہایہ]

سیدنا امام حسینؓ نے اندھیرا اس لیے کیا تاکہ جو لوگ واپس جانا چاہیں ان کو ندامت نہ ہو۔ حضرت امام حسینؓ کے ساتھ بہتر آدمی تھے۔ کربلا کے میدان میں انسانی تاریخ کا المناک سانحہ پیش آیا۔ دسویں محرم عاشورہ کے روز حضرت امام حسینؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور قرآن ہاتھ میں لے کر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں انہوں نے بتایا: کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور امیر المومنین حضرت علیؓ کے فرزند ہیں۔ یزیدی فوج پر ان باتوں کا کچھ اثر نہ ہوا اور شمر نے قافلہ حسینؓ پر حملہ کر دیا۔ حضرت امام حسینؓ کے رفقاء باری باری لڑتے ہوئے شہید ہوتے گئے اور آخر کار حضرت امام حسینؓ کو بھی محرم کے مہینے 61 ہجری یوم عاشور (جمعہ) کو شہید کر دیا گیا اس وقت آپ کی عمر مبارک 54 سال تھی.....

قتل حسینؓ اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

حضرت امیر معاویہؓ نے یزید کو نصیحت کی تھی کہ حسینؓ اگر بیعت سے انکار کریں تو درگزر سے کام لینا مگر تحمل برداشت رواداری اس کی فطرت کے خلاف تھی۔ اس نے وہ ظلم و ستم کیے جن کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ زہیر ایک سنی تھا۔ اس نے امام حسینؓ کے پیغام کو سنا تو بیوی بچوں کو چھوڑ کر قافلہ حسینؓ میں شامل ہو گیا۔ کربلا کے میدان میں جب حسینؓ پر تیروں کی بارش ہو رہی تھی تو زہیر امام حسینؓ کی ڈھال بن گئے اور شہید ہو گئے۔ امام حسینؓ پر کسی کی اجارہ داری نہیں وہ بلا تفریق اور بلا امتیاز سب کے محبوب ہیں۔

شہادت امام حسینؑ کا سبق یہ ہے کہ نیکی کی تبلیغ کرنا اور برائی سے روکنا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے۔ جھوٹ اور سچ کی جنگ میں افرادی قلت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ سچ کے علم بردار اگر تعداد میں کم بھی ہوں تو جھوٹ کا مقابلہ ان کا فرض ہے۔ جنگ بدر اور جنگ کربلا میں یہ بھی ایک قدر مشترک ہے کہ تعداد کی کمی حق کے راستے میں حائل نہ ہوئی۔

حضرت امام حسینؑ کا یزید کے خلاف جہاد مذہبی تعصب یا فرقہ واریت کی بنا پر نہ تھا بلکہ اسلام کے تحفظ کے لیے تھا۔ مسلمان کردار کے بحران سے گزر رہے ہیں۔ اللہ کے پیارے نبی ﷺ خلفائے راشدین اور امام حسینؑ نے عملی کردار کے جو روشن نمونے پیش کیے ہم ان پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں مگر اپنے پسندیدہ خلفاء صحابہؓ اور اماموں کے نام پر ایک دوسرے کو قتل کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی ہدایت فرمائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جب کبھی ضمیر کے سودے کی بات ہو
ڈٹ جاؤ تم حسینؑ کے انکار کی طرح

محرم

اچھالی جھیل

جب بھی آپ سائبیریا کے منجمد موسموں کی طرح جامد زندگی سے اکتا جائیں، آپ کو زندگی کے بارے جاننے کا احساس ستائے اور آپ اپنا مقصد حیات تلاشنا چاہیں تو گردش ایام سے سر جھٹک کر ایک گہرا سانس لیں اور اللہ جل مجدہ کی ان نعمتوں کو یاد کریں جو اس نے آپ پر بلا معاوضہ کر دیں، کوئی دمڑی، کوڑی، درہم و دینار کا مطالبہ نہیں، بس اس کو آپ پر پیار آ گیا اور اس نے دنیا میں موجود چھ ارب لوگوں میں سے آپ کو ساڑھے پانچ ارب لوگوں سے بہتر حالت میں رکھا۔ اس کا احسان اس کا کرم ۔ رب تعالیٰ بھی کریم اور محمد ﷺ بھی کریم

دو کریموں میں گناہگار کی بن آئی ہے

سب سے بہتر طریقہ اپنی ذات میں جھانکنے اور خود کو پہچاننے کا تنہائی اور خاموشی ہے، جو آپ کو ایسی جگہ لے چلیں جہاں آپ دل کی دھڑکن سے لے کر سانسوں کی سرسراہٹ اور وجدان کی آہٹ سے لے کر روح کی سنسناہٹ تک کو بھی محسوس کر سکیں۔

یہ وادی اچھالی ہے جسے "کہار" بھی کہا جاتا ہے، وادی اچھالی، سکیسر پہاڑ کے مشرق میں واقع ہے جس کی طوالت چودہ میل اور کشادگی چار میل ہے۔ جن پہاڑوں نے اس وادی کو گھیر رکھا ہے ان سے بہہ کر آنے والا اضافی پانی کوئی ذریعہ نکاس نہ ہونے کے سبب اچھالی جھیل "کہار" میں جمع ہو جاتا ہے۔ موسموں کے ساتھ جھیل کا رقبہ تبدیل ہوتا رہتا ہے کیونکہ زیادہ برسات ہو تو زیادہ رقبہ زیر آب آ کر جھیل کی حدود کو بڑھا دیتا ہے۔ ڈیڑھ صدی پہلے تقریباً 1863 میں اس کا رقبہ ایک ہزار چار سو پچیس ایکڑ تھا۔ سن 1890 میں کم ہو کر ایک ہزار ایک سو اٹھائیس ایکڑ رہ گیا۔ یہ راز بھی منظر عام آیا کہ اچھالی میں ایک ایسا کنواں ہے جو ایک سرنگ کے ذریعے اُسب شریف سے ملا ہوا ہے۔ محکمہ جنگلات WWF کے تعاون سے اچھالی کے کنارے سیاحوں کے لیے "ہٹ" یعنی سیرگاہیں بنا رہا ہے۔ یہاں سارا سال کشتی رانی اور مرغابی کا شکار بھی ممکن ہے۔ سائبیریا سے ہجرت کر کے آنے والے مہمان پرندے قراقرم اور ہندوکش کے اوپر سے پرواز کر کے (گرین روٹ) سے موسم سرما گزارنے کے لیے یہاں آتے ہیں۔۔ شمال سے ہجرت کر کے آنے والے مہمان پرندوں میں سب سے اہم سفید سر والی خوبصورت بطخیں ہیں جو دنیا میں ختم ہونے کو ہیں اس کے علاوہ لم ڈھینگ سارس، چنگھیرا قاز، سفید آنکھ والی مرغابی خاکستری رنگ کے گدھ اور شاہی عقاب بھی اس علاقے میں پائے جاتے ہیں۔

avoided. For example, the Prophet(ﷺ) has forbidden the purchase of the unborn animal in the mother's womb, the sale of the milk in the udder without measurement, the purchase of spoils of war prior to distribution, the purchase of charities prior to their receipt, and the purchase of the catch of a diver.

The rationale behind such prohibition is to protect the parties against the potential losses, disputes,

qualities of goods and incompleteness of information of products and services. The contracting parties should ascertain the value and the outcome of their transactions. The examples of modern day gharar are given here for the readers.

Short selling, a widely used technique to make money when traders think that a company's share price is about to go down and agrees to sell shares he does not yet own at the current market price, but hopes to buy them at a cheaper price in the market to meet his obligation.

However, the practice is open to abuse as it is easy for traders to depress the shares by spreading around negative rumours about the company. This is illegal but highly lucrative

market abuse'that is also sometime described as'trash and cash

Foreign exchange transactions where an individual or institution that bought or sold the currency has no plan to actually take delivery of the currency in the end rather, they were solely speculating on the movement of that particular currency.

Derivative, which itself is merely a contract between two or more parties. Its value is determined by fluctuations in the underlying asset. The most common underlying assets include stocks, bonds, commodities, currencies,

interest rates and market indexes.

Maysir/Qimar(gambling) in Islam has been identified as all types of games of chance (speculation)for example, lotteries which could result in a loss if not won by the participant. It means'a gain, without pain.'In other words, it refers to easily available wealth or its acquisition by chance.

The examples of Maysir and Qimar involved in conventional financial transactions and bank schemes are:

mobilising resources on the basis of lottery and draws investments schemes where the prizes to be given are related to interest generated from capital accumulated

and, future and options contracts that are settled through price differences only.

In conclusion, Islam prohibits all forms of speculation and allows trade because the buyer is engaged in a transaction aimed at making profit through trading and not through dishonest appropriation of the property of others.

YOU DO NOT DEAL UNJUSTLY AND YOU ARE NOT DEALT WITH UNJUSTLY

('2:278-279)

The author 

Mohammad Farooq Awan, is an Accountancy and Tax practitioner and has a Masters degree in Islamic Banking, Finance and Management from the University of Gloucestershire, England.

and Christian Church abandoned the prohibition of Riba that led the human beings into the economic mayhem of the present era.
The two of the above mentioned principles of Islamic economics that have proved destructive to the human race and are particularly forbidden in Qur'an are Rib'a and Gharar are discussed in detail in this article.
The practice of riba and its institutionalised support of wealth accumulation in the hands of a few, has resulted in the suppression of a majority of the world population. Today, the world can feel the effects of unbridled greed and lust for 'wealth accumulating' and 'poverty creating engines' such as IMF and World Bank that are so powerful to dictate the world politics and even set the budgets for third world countries that are debt ridden with the evil of excessive charges on loans, the Rib'a.
The other severe effects of riba are: hoarding of money resulting in stopping it from its basic functions as medium of exchange, store and measure of value exploitation as the amount payable on interest based loans doubles and redoubles after specific periods and this process of multiplication continues resulting in interest-based debt traps of poor nations 'debt slavery' as the amount of debt is massively increasing throughout the world with more and more net transfer of resources from poor to rich countries resulting in poor countries becoming poorer demoralisation of humanity as Rib'a results in business failures, unemployment and eventually in gross inequalities of income and wealth that are bound to end-up in social strife and economic chaos.
There are two types of riba as agreed by most Muslim jurists, although the Qur'an did not specify any type it. Both types of riba are prohibited in Islam.
One type of interest is Riba Al-Nasiah which is the riba on credit transaction, when two items of same kinds are exchanged but one or both parties delay delivery or payment. In other words, it means lending money on the condition that the borrower would return to lender the principal amount with the increase on it(interest)for the time given to borrower for the repayment of the loan. The fixing of a positive return in advance for on this type of loan as reward for waiting is prohibited in Islam. Riba Al-Nasiah is the type of interest practiced by modern banks today.
The other type is known as Riba al-Fadl and refers to selling or exchanging same kind of item with a premium on exchange of same type of goods, for example, e.g. 10lbs gold exchanged for 12lbs gold. This type of interest is also prohibited in Islam as per the Hadith of the Prophet(ﷺ) Gold is to be paid for by gold, silver by silver, wheat by wheat, barley by barley, dates by dates, salt by salt, like for like and equal for equal, payment being made hand to hand. If these classes differ, then sell as you wish if payment is made hand to hand Sahih al-Muslim.
Unless the buyer is expert, the homogenous goods should be bought and sold for money at the prevailing market rate .
Gharar, in Islam refers to any transaction of goods and services whose existence or description is not certain, due to lack of information and knowledge of the final outcome of the contract. The Arabic word Gharar literally means deceit, risk, speculation, fraud, uncertainty or hazard that might lead to destruction or loss. Unlike riba, some degree of Gharar may be acceptable in some situations but conditions of 'excessive' gharar must be

defeat the whim of self-interest, humankind needs to carry out their role as trustees with compassion, kindness and sincerity - with al-adl(justice) and al-ihsan(goodness) to please Allah Almighty.

Moderation in consumption. It is a concept in Islam that discourages extravagant life style and encourages self-control and prudence in spending of the resources. However,

it must not be confused with 'miserliness' as a miser person is one who does not spend on himself and his family according to his means. Miserliness could lead to hoarding of wealth, an act which is prohibited in Islam, and not spending for charitable causes.

Productive effort. Islam also places a great emphasis on the productive efforts of capable individuals within the framework of Shari,ah, as a means of Serving Allah. Islam gives dignity and honour for honest earnings while the sources of unearned income and easy gains like usury, games of chance, etc. are despised and forbidden. The Prophet of Islam(ﷺ) himself pastured sheep and did not consider any work as menial or below dignity.

Mutual consultation(Shura)

a decision-making process, is a very important principal of Islam. It is one of the four fundamental principles of Islamic legal system, the other three being: justice, equality and human dignity.

Wealth as a means, not an end in itself. The belief that "wealth is only a means and not an end in itself" is also a principal that that underpins the Islamic economic system. Islam considers wealth as the life-blood of the community which must be constantly in circulation. However, the wealth must be earned lawfully and be invested within the community to improve its economic well-being. For this reason, the hoarding is forbidden in Islam.

Speculation and gambling. Islam also prohibits individuals and business entities to engage in unlawful wealth creation activities such as speculation and gambling in business dealings. The Arabic word for such prohibitions is gharar which means deception.

Gharar encompasses: uncertainty, risk, hazard and deceit.

Encouragement of trade and prohibition of interest. This is another important principle in Islam. The earnings conditions are governed by the Shari'ah and any sort of transaction that does not correspond to the rules of trade will not be allowed. Riba (interest) means to excess or increase. It literally means to increase, to grow to rise, to add, to swell. It is a loan with the condition that the borrower will return to the lender more and better than the quantity borrowed. The Qur'an prohibits riba in Surah Al-baqarah, verse 275,as 'those who devour usury will not stand except as stands one whom the Satan by his touch has driven to madness. That is because they say', trade is like usury' but Allah has permitted trade and has forbidden usury.'

As riba is what is over and above the principal and it is unjust, the Qur'an categorically prohibits dealing with it. The message from the Qur'an is that riba leads to destruction and that its worst effect is on human personality. Riba humiliates individuals who indulge in taking it .Riba is the main obstacle to the human equality and harmony and leads to social exploitation of human beings. It works against the development of a society that aims to secure socio-economic justice and welfare of humanity. All major religions, in particular, Islam, Christianity, and Judaism have strongly condemned and prohibited Riba in its original versions. Later, the Jews

The Moral Economy of Islam

Mohammad Farooq Awan

In any society, its members, individually or in groups, follow their own set of norms and ethical values with regard to their human behavioral aspects. Islam, too, has its own social and political systems, including the economic system consistent with Shari'ah (Islamic Law.)As Islam is a way of life or code of conduct, the Muslims conduct their affairs in accordance with the Islamic Law. For Islamic economics, as a separate discipline,

it is important to evaluate its ontological basis in this article and give the readers an overview based on the historical development of the 'moral economy of Islam

Islamic economics is defined as'a system of values and ethics which guide the economic behavior of men and women in an Islamic society .'Here the prefix 'Islamic' is used as the subject discussed relates to the Muslims conducting their affairs, economic or otherwise,

according to the Islamic teachings. Islamic economy is not a branch of Islamic theology, although it has developed from the Islamic perspective since the advent of Islam itself and has become 'a separate discipline in its own right in our times. Muslims believe that Islam is a way of life guided by Shari'ah, a framework of ultimate reality and ethics derived from the direct Revelation of Allah(God Almighty) in human language to the Prophet Muhammad (PBUH)exemplified by his Sunnah(words and deeds) of this Final Revelation.

The scholars of Islamic Economics discuss the basic concepts of the Islamic moral economy and its ethical and social implications as governed by the Shari'ah. They painstakingly explore the development of classical Islamic economics and links it with the contemporary economic system, based on its practices and assumptions. They explain and give a clear picture of the Shari'ah for the readers to understand it and form their own opinions. From an Islamic perspective,

the foundation of our knowledge is Qur'an and Sunnah and that the Qur'an has elements of all aspects including personal and social life, relationship with Allah, human beings, social institutions with particular approach to reflect on economic aspects of life.

The Islamic faith is based on the belief that there is only one Creator and the Sustainer of the universe and that everything in it belongs to Allah Almighty. A believer (Muslim) is, therefore, bound by the Shari'ah and the Sunnah (sayings and the practice) of the Prophet Muhammad(ﷺ)

The beliefs that underpin the Islamic economics are briefly discussed below:

Trusteeship. Muslims believe that humans are not the owners of natural resources but have been appointed as of a trustee on Earth with limited rights of ownership in their life as the absolute ownership belongs to Allah only. As trustees, the humans must make use of the resources a most efficient and equitable manner for the maximum benefit of the human community and its environment.

Caring for others. This is another important principal of Islamic economic behaviour. To

تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مصروف ہے اور وہ تجھے برباد کرنے میں۔

Karbala and universal truths

Sibtain Naqvi

There comes a moment in our lives when we realise the 'Great Truths' around us and this happened to me a decade back in Amroha, Uttar Pradesh, India. I was taking part in a Muharram procession when I stopped to talk to a Sikh cloth seller. His shop's porch was being used as a pulpit to read a eulogy of Imam Hussain (RA) and when it finished, I asked him why he allows the mourners to block his store's entrance.

"Syed Sahib, it is because of Hussain that we earn our living. If it was up to me I would have people do a Majlis and matam in front of my shop every day".

Later when I passed by the Hindu jewellers, I saw that they had opened their safes and carried their valuables outside to let the shadow of alms fall upon them as a blessing for their livelihood. After that, they closed their stores and joined in the procession and carried the Tazia, a replica of the mausoleum of Hazrat Ali (RA) and Tabood. Their children were distributing water and tea, and while watching all this, I recalled Fredrick Douglas words,

"When a Great Truth once gets abroad in the world, no power on earth can imprison it, or prescribe its limits, or suppress it. It is bound to go on till it becomes the thought of the world".

After 13 centuries, the message of Imam Hussain (RA) and the message of Karbala rings true and strong. The message has thrived and found new followers in spite of centuries of virulent state persecution and covert subversion and obfuscation of truths. The cruelties and abominations of his killers are universally condemned and offer clear proof of the victory of ideals against force, of eternal triumph against transient and ill-gotten gains. Imam Hussain's (RA) martyrdom at the hands of those who would have destroyed Islam has been hailed by Muslims and non-Muslims alike as the finest example of sacrifice, fortitude, patience,

courage and strength against adversary.

Mahatma Gandhi said,

"I learnt from Hussain how to achieve victory while being oppressed".

"My faith is that the progress of Islam does not depend on the use of sword by its believers, but the result of the supreme sacrifice of Hussain".

The reason for this universality of Imam Hussain (RA) is because the lessons of Karbala are not bound by religious beliefs and practices but tie into the very fabric of morals and ethics. Can anyone be insensible to the tragedy of the family of the Prophet (SAW) being starved and deprived of water in a burning desert and then massacred while striving to uphold truth and justice in a capricious world] Can anyone remain unmoved by the killing and beheading of a six-month-old child] Can anyone absolve Yazid and his band of murderers of the grave injustices done to the women of the Prophet's (SAW) household as they were marched thousands of miles as if slaves in a Roman triumph

These tragedies are universal in nature and affect all who have sensitivities and sensibilities.

Nawa -e Braisham

ABRAISHAM Welfare Society

- We Educate and Help
- Children Welfare
- Women Welfare
- Social Education



Abraisham Welfare
We Educate and help

October 2016

Chief Editor
Hafiz M. Shahid Afzal

Editor
Hafiz M.Abid Noman

Managing Editor
Rahat Noman

Executive Editor
Hafiz M.Akhtar

LIST

ABRAISHAMWELFARESOCIETY
MONTHLY

NAWA-E BARAISHAM INTERNATIONAL

October 2016



Karbla and Universal Truth

The Moral Economy of Islam

